تحریکِ ختمِ نبوت اور اکابرینِ ملّت کے پاؤں لہولہان ہو ہو گئے۔

شورش کاشمیری اس کتاب میں ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک کی تحریکِ ختمِ نبوت کی داستان نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ سفید کاغذ، آفسٹ کتابت و طباعت، خوبصورت سہ رنگا ٹائیٹل، قیمت صرف پندرہ روپے۔

---

خصوصی اشاعت مجلّہ علم و آگہی، گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی

(برِّ صغیر پاک و ہند کے علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے)

ضخامت . . . . ۵۷۵ صفحات

مرتبین . . . . مولانا ابو سلمان شاہجہان پوری

امیر الاسلام صدیقی

ناشر . . . . گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی

علمی، ادبی اور تعلیمی اداروں کے موضوع پر گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی کے مجلّہ "علم و آگہی" کا یہ دوسرا خصوصی شمارہ ہے۔ گزشتہ سال اس کی پہلی جلد طبع ہوئی تھی جس میں پاک و ہند کے تقریباً چالیس اداروں کے قیام کی تاریخ اور ان کی خدمات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اور چند اہم ادارے جو اس اشاعت میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے، زیرِ نظر اشاعت میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

اس اشاعت میں اگرچہ زیادہ سے زیادہ چھوٹے بڑے اداروں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم اب بھی چند اہم ادارے شاملِ اشاعت ہونے سے رہ گئے ہیں، ___ جس کا خود مرتبین کو بھی صرف احساس ہی نہیں بلکہ انہوں نے اس کسر کو آئندہ کسی ضمیمہ وغیرہ میں پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے ___ تاہم یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ برِّ صغیر پاک و ہند کے علمی، ادبی، تعلیمی، ثقافتی، شخصیاتی اور تحقیقی و تصنیفی اداروں کی تاریخ پر مشتمل اتنا بڑا ذخیرہ ہندوستان یا پاکستان کی کسی زبان میں کسی کتاب یا رسالہ میں موجود نہیں ہے جس قدر کہ "علم و آگہی" کے ان دو خصوصی شماروں میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اور گورنمنٹ کالج نے یہ ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے، جو کسی ادارہ کے لئے کئی برس کی محنت اور ہزاروں روپے کے مصارف کے باوجود ناممکن تھا اور جسے نیشنل کالج کے طلباء نے اپنی تمام تدریسی و تعلیمی فرائض و مشاغل کے باوجود ایک سال سے بھی کم مدت میں انجام کو پہنچا دیا ہے۔

علمی، ادبی اور تعلیمی اداروں کی تاریخ کے سلسلہ میں اگرچہ یہ ضروری تھا کہ اس میں تمام ایسے اداروں کی تاریخ شامل ہوتی جو پاک و ہند میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے یا موجود ہیں، خواہ ان کے قیام کے مقصد سے ہمیں اتفاق ہو یا اختلاف، کیونکہ تاریخ کی حیثیت ایک آئینہ کی ہوتی ہے، اس لحاظ سے اگر اس اشاعت میں بعض مشنری ادارے یا ایسے ادارے، جن کے متعلق خود مرتبین کا خیال ہے کہ "یہ انگریزی دور کی لعنتوں میں سے ایک لعنت تھے" شامل کیے گئے ہیں تو کچھ قابلِ اعتراض بات نہیں، تاہم ادارہ طلوعِ اسلام کے متعلق جو باتیں ضبطِ تحریر میں لائی گئی ہیں ان سے نہ صرف ہمیں یکسر اختلاف ہے بلکہ تاریخی نقطہ نگاہ سے بھی یہ قطعاً غلط ہیں۔ مثلاً:

۱۔ "یہ (ادارہ) نہ کسی فرقہ سے متعلق ہے اور نہ ہی اس نے اپنا کوئی الگ فرقہ قائم کیا ہے"

۲۔ "یہ نماز، روزہ وغیرہ جملہ ارکانِ اسلام کی جمہور مسلمانوں کی طرح پابندی کا داعی ہے اور ان میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کرنے یا کوئی نئی وضع اختیار کرنے کا کسی کو حق نہیں دیتا۔"

۳۔ "یہ حق اور باطل کا معیار خدا کی کتاب قرآنِ مجید کو قرار دیتا ہے اور حضور خاتم النبیین کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں نوعِ انسانی کی نجات سمجھتا ہے" وغیرہ وغیرہ۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجلہ میں ادارہ طلوعِ اسلام کی تاریخ پیش نہیں کی گئی بلکہ اس ادارہ کا اشتہار شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔

حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ادارہ کے بانی پرویز صاحب منکرینِ حدیث کے ٹولے کے لیڈر یا پیشوا ہیں، جنہوں نے نہ صرف فتنۂ انکارِ حدیث کو پروان چڑھایا بلکہ نماز جیسے بنیادی رکنِ اسلام کو بری طرح مسخ اور قربانی جیسے متبرک اور بامقصد عمل کو دولت کے ضیاع اور معیشت کی تباہی سے تعبیر کر کے اس کے تصورات کو یکسر بدلنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

بلکہ ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "حضور خاتم النبیین کے اسوۂ حسنہ کو نوعِ انسانی کی نجات کا ذریعہ سمجھنا" اور "خدا کی کتاب قرآنِ مجید کو حق و باطل کا معیار قرار دینا" تو بڑی دور کی بات ہے "قرآنی نظامِ ربوبیت" کی آڑ میں اس ادارہ نے تحریفِ قرآن میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، کیونکہ قرآنِ مجید کی تفسیر وہ نہیں جس کو پرویز صاحب پیش کرتے ہیں، یا جو ہر کس و ناکس کے بس کی بات ہو کہ ہر شخص کی عقل معیارِ صداقت نہیں، بلکہ صحیح تفسیرِ قرآن وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ